Globethics Repository

Globethics

Falsafat Shaum 3

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-06-26 01:34:34
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/185028

باب ہشتم

روزہ کے احکام و مسائل

www.MinhajBooks.com

روزے کے متعلق چند ضروری اور اہم مسائل و احکامات قارئین کے استفادے کے لئے درج ذیل ہیں۔

شرائط وجوب

روزہ جن شرائط کے ساتھ فرض ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا

۲۔ عاقل ہونا

۳۔ بالغ ہونا

۴۔ تندرست ہونا

۵۔ مقیم ہونا

۶۔ عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا

دوسرے لفظوں میں کافر، پاگل یا مجنون، بچے، بیمار، مسافر اور حائضہ پر روزہ فرض نہیں، تا آنکہ پاگل عقل مند، بچہ بالغ، بیمار صحتمند، مسافر مقیم اور حائضہ حالت پاکیزگی میں آ جائے۔

شرائطِ وجوبِ ادا

متذکرہ بالا صورتوں میں تین وجوہات ایسی ہیں جن کے رفع ہونے پر

روزے کی قضا رمضان کے بعد واجب ہو گی۔ عدمِ ادائیگی کی صورت میں ساری زندگی اس پر روزہ واجب رہے گا۔

۱۔ بیمار جب مکمل طور پر تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کی استطاعت کا مالک ہو جائے۔

۲۔ مسافر جب سفر سے واپس آ جائے یا سفر کے بعد مقیم ہو جائے۔

۳۔ عورت جب حیض و نفاس سے حالت طہر میں آ جائے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

جب مجبوریوں کے باعث شریعت نے رخصت دی ہے کہ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھے، ورنہ مجبوری کے اختتام پر قضا روزوں کو ادا کرے۔ عام طور پر واقع ہونے والے وہ بڑے بڑے عذر یہ ہیں:

۱۔ مرض یا بھوک و پیاس کی شدت

کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے کہ روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو یا پھر بھوک پیاس کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو۔ ان صورتوں میں دیندار اور مسلمان ڈاکٹر کی رائے ہی زیادہ قابلِ اعتبار ہو گی۔

۲۔ سفر

اس عذر کے لئے سفر کی مقدار وہی معتبر ہو گی، جس میں نماز کی قضا لازم آتی ہے۔ دورانِ سفر اگر روزہ باعث تکلیف نہ بنے تو روزہ رکھ لینا ہی افضل ہے۔

۳۔ کمزور' لاغر اور بوڑھا ہونا

کوئی شخص کسی وجہ سے اتنا کمزور یا بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ لاغر ہو اور اسے دوبارہ طاقت آنے کی امید بھی نہ ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار میں فدیہ دیتا رہے یا کسی فقیر مسکین وغیرہ کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلاتا رہے۔ معذور کو اس صورت میں یہ اختیار رہے کہ وہ یہ فدیہ شروع رمضان میں دے دے' ہر روز دیتا رہے یا آخر میں اکٹھا ادا کر دے۔

۴۔ عورت کا حاملہ ہونا یا دودھ پلانا

رمضان المبارک میں کوئی عورت اگر حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے سے اسے یا بچے کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو وہ بھی روزہ قضا کر سکتی ہے۔

۵۔ جہاد میں شرکت

دشمن کے مقابلے میں لڑنا پڑے اور لڑائی میں حالت روزہ' کمزورہ کی وجہ سے کسی رکاوٹ کا سبب بنے تو ایسے مجاہد کے لئے بھی رخصت ہے۔

ان تمام صورتوں میں معذور عورت یا مرد کو چاہیئے کہ وہ سرعام کھانے پینے سے پرہیز کریں' کیونکہ اس سے رمضان المبارک کا تقدس پامال ہوتا۔

روزے کے ارکان

روزے کی شرعی اور اصطلاحی تعریف سے ہی اس کے ارکان کا تعین ہو جاتا ہے یعنی:

۱۔ نیتِ روزہ

۲۔ امساک یعنی کھانے پینے سے پرہیز کرنا اور مباشرت سے رکے رہنا

۳۔ سحری سے غروبِ آفتاب تک کے معین وقت کی پابندی

روزے کی نیت کے احکام

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ روزے کی صحت کے لئے نیت سب سے اولیت رکھتی ہے، ورنہ کھانے پینے سے محض رکے رہنے سے ہرگز روزہ نہیں ہوگا۔

کتبِ فقہ میں روزوں کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ رمضان کا روزہ

۲۔ نذر معین کا روزہ

۳۔ نفلی روزہ

ان کی نیت رات سے کر لیں تو افضل ہے، ورنہ نصف النہار سے قبل نیت کر لینا بھی درست ہوگا، لیکن ان اقسام کے روزوں کے علاوہ نیت کا صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے، مثلاً کفارہ کے روزے، قضا کے روزے اور نذر غیر معین کے روزے۔

- اگر نیت کے مسنون الفاظ دہرا لئے جائیں تو افضل ہے ورنہ اگر کوئی سحر کے وقت روزہ رکھنے کے لئے اٹھا اور کچھ کھا پی کر روزہ رکھ لیا تو یہی اس کی نیت ہے۔
- جمہور ائمہ کے نزدیک ہر روزے کی الگ نیت ضروری ہے۔ البتہ امام اعظمؒ کے نزدیک پورے رمضان المبارک میں پہلے روزے کو نیت کر لینا ہی کافی ہے بشرطیکہ پورے ماہ میں روزوں کا تسلسل قائم رہے۔
- روزہ کی حالت میں محض روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جب تک کہ کچھ کھایا پیا نہ جائے۔

O اگر کوئی شخص رات کو روزہ کی نیت کر کے بعد میں اس نیت سے رجوع بھی کر لے اور اگلے دن صبح سے شام تک کھائے پیئے بغیر رہا تو یہ اس کا روزہ نہیں ہے۔

نیت روزہ کے مسنون اور مختصر الفاظ یہ ہیں:

نویت بصوم غد للہ تعالی من شهر رمضان۔ ماہِ رمضان کے روزے کی میں نیت کرتا ہوں۔

اگر رات کو نیت نہ کر سکے اور دن کو کرے تو یوں کہے:

نویت ان اصوم هذا الیوم للہ تعالی من شهر رمضان۔ میں ماہِ رمضان کے اس دن کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔

دن کو نیت کرنی پڑے تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو صبح صادق سے روزہ دار تصور کرے۔

سحری و افطاری کے احکام

۱۔ سحری کرنا یعنی صبح صادق سے قبل کچھ کھا پی لینا سنت ہے:

۲۔ سحری کا وقت تو نصف شب کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر افضل ترین سحری آخری حصہ شب کی ہے۔

۳۔ سحری میں تاخیر افضل ہے تو افطاری میں جلدی کرنا سنت ہے:

۴۔ افطاری میں بلاوجہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ افطاری میں عجلت سے مراد یہ نہیں کہ وقت سے پہلے ہی افطار کر لیا جائے اس پر احادیث میں سخت سزا کا ذکر آیا ہے۔

۶۔ روزہ کھجور، چھوہارے یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ تین، پانچ یا نو دانے کھائے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

1۔ عمداً کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے‘ اگر بھول کر کھا پی لیا‘ جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

2۔ ہر قسم کی تمبا کو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

3۔ دانتوں میں رکی ہوئی چنے کے برابر یا اس سے کم چیز نکال کر کھا لی تو بھی روزہ جاتا رہا۔

4۔ نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا دوائی‘ تیل وغیرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا‘ لیکن سادہ پانی اگر کان میں چلا گیا‘ اس سے کلی وغیرہ چاہے جتنی کثرت سے کر لیں‘ بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

5۔ بلا قصد بھی اگر کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ نہ رہا۔

6۔ قصداً منہ بھر کر قے کی تو روزہ ٹوٹ گیا‘ بلا اختیار اور بلا قصد قے ہو گئی تو (ا) اگر منہ بھر کر ہوئی اور کوئی قطرہ واپس حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا (ب) اگر منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس کے چند قطرے واپس چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

7۔ خون تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلا گیا اور خون تھوک پر غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا‘ ورنہ نہیں۔

8۔ کنکری‘ لوہے کا ٹکڑا یا کسی ایسی چیز کا کھا لینا جو عام طور پر نہیں کھائی جاتی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا۔

9۔ منہ میں کوئی ایسی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک پر اس چیز کا رنگ غالب آ گیا اور وہ تھوک اس نے نگل لی تو روزہ جاتا رہا۔

ماہ رمضان میں اگر اتفاق سے کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی کچھ کھائے پیئے نہیں، بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

روزہ کے مکروہات

مندرجہ ذیل امور روزہ کے مکروہات ہیں:

۱۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنا یا کسی کو تکلیف دینا۔

۲۔ روزہ دار کا کوئی چیز بلاوجہ زبان پر رکھ کر چبانا یا چبا کر اگل دینا وغیرہ۔

۳۔ قولاً یا عملاً جنسی رغبت اور شہوانی جذبات برانگیختہ کرنے والے امور۔

۴۔ روزہ کی حالت میں پانی چڑھانے یا کلی کرنے میں مبالغہ کرنا۔

۵۔ پیاس کی حالت میں پانی کے غرغرے کرنا، کیونکہ اس صورت سے روزہ ضائع ہونے کا قوی امکان ہے۔

علاوہ ازیں غسل کرنا، ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنا، کلی کرنا، سادہ مسواک کرنا، سرمہ لگانا، بدن پر تیل ملنا، خوشبو لگانا یا سونگھنا مکروہات روزہ میں شمار نہیں ہوتے۔

روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

کسی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان کا روزہ یا کوئی دوسرا نفلی روزہ ٹوٹ گیا تو اس کی قضا لازم ہے لیکن بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا روزہ توڑنے پر قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ رمضان المبارک کے ایک روزے کا بدل تو سال بھر کے روزے بھی نہیں بن سکتے، لیکن شریعت نے اس کی کم از کم مقدار یہ مقرر کی ہے کہ وہ شخص لگاتار دو ماہ یعنی ساٹھ ایام کے روزے رکھے۔ اس میں تسلسل شرط ہے یا پھر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔

باب نہم

چند نفلی روزوں کی فضیلت

www.MinhajBooks.com

روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے فرض روزوں کے علاوہ مختلف ایام کے روزوں کی ترغیب بھی دی ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء وصلحاء کی زندگیوں کا معمول تھا کہ وہ فرض روزوں کے علاوہ زندگی بھر نفلی روزوں کا بطور خاص اہتمام کرتے۔ نفلی روزوں کی فضیلت کے پیش نظر درج ذیل سطور میں بعض روزوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

صومِ عاشورہ:

صومِ عاشورہ دسویں محرم کا روزہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

۱۔ **افضل الصیام، بعد رمضان، شھر اللہ المحرم۔**

(صحیح المسلم، ۱:۳۶۸، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۱۶۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے بعد سب روزوں میں افضل اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔

۲۔ **عن ابی قتادۃ الانصاریؓ، سئل عن صوم یوم عآشوراء فقال یکفر السنۃ**

حضرت ابو قتادہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عاشورہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو

الماضیة۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(صحیح المسلم، ۱:۳۶۸، کتاب الصیام، رقم حدیث:۱۱۶۲)

صومِ عرفہ:

یہ نویں ذوالحجہ کا روزہ ہے۔

عن ابی قتادة الانصاری، سئل عن صوم یوم عرفة، قال یکفر السنة الماضیة والباقیة۔

حضرت ابوقتادہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے۔

(ایضاً)

عن ابی ھریرةؓ، قال قال رسول اللہ ﷺ: نھی عن صوم عرفة بعرفة۔

حضرت ابوھریرةؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے عرفاۃ میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

(سنن ابوداؤد، ۱:۳۳۸)

شوال کے چھ روزے

عن ابو ایوب الانصاریؓ، ان رسول اللہ ﷺ: قال من صام

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال کان کصیام الدھر۔

(صحیح لمسلم، ۱:۳۶۹، کتاب الصیام، رقم حدیث:۱۱۶۴)

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔

شعبان کا روزہ اور شب برأت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات (شب برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفلی نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ میں اسے بخش دوں۔ کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں۔ کیا ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو رہائی دوں۔ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

ایامِ بیض کے روزے

ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں۔

عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ ﷺ من صام، من کل شھر فذلک کمن صیام الدھر۔

(جامع الترمذی، ۱:۹۵، کتاب الصوم، رقم حدیث:۷۶۲)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر مہینے کے تین روزے رکھے یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے کے یہ روزے ایسے ہیں، جیسے کوئی ہمیشہ روزے رکھتا رہا ہو اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ ہر روزہ دس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔

قال کان رسول اللہ ﷺ لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر۔

(سنن النسائی، ۱: ۳۲۱، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۲۳۴۵)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر اور حضر میں ایامِ بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔

دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی و انا صائم

(جامع الترمذی، ۱: ۹۳، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۷۴۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس صورت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال: رسول اللہ ﷺ: ان یوم الاثنین والخمیس یغفر اللہ فیھما لکل مسلم الا متھاجرین یقول دعھما حتی یصطلحا۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۲۴، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۷۴۰)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کے روز اللہ تعالی ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے سوائے باہم لڑنے والوں کے، ان کے لئے حکم ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو تاوقتیکہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ

عن انس بن مالک، انه سمع النبی ﷺ یقول: من صام الأربعاء، والخمیس، والجمعة نبی اللہ له قصرا فی الجنة من لولؤ، ویا قوت، و زبر جد، و کتب له براء ة من النار۔

(المعجم الاوسط، ۲: ۱۸۸، رقم حدیث: ۲۵۶)

حضرت انس بن مالک ص سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔

صومِ داؤدی

سال بھر اس طرح روزے رکھنا کہ ایک دن روزہ دار رہے اور ایک دن بلا روزہ، صوم داؤدی کہلاتا ہے۔ یہ حضرت داؤدؑ کا روزہ تھا۔

عن عبداللہ بن عمروؓ، قال: قال لی رسول اللہ ﷺ احب الصیام الی اللہ تعالیٰ صیام داؤد و کان یفطر یوما و یصوم یوما۔

(سنن ابوداؤد ۱: ۳۳۹، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۲۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو روزوں سے داؤدی روزے سب سے زیادہ پسند ہیں وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔

www.MinhajBooks.com

<u>باب دہم</u>

حقیقتِ اعتکاف

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

وصالِ حق کے لئے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کی خواہش ہر دور میں سعید روحوں کا شیوہ رہا ہے اور انسان اخلاقی و روحانی کمال کے حصول کے لئے مختلف نوعیت کی اضافی مشقتیں اور مجاہدات اپناتا چلا آیا ہے' چنانچہ حصولِ مقصد کی تگ و دو میں کبھی تو وہ جادۂ اعتدال پر گامزن رہا ہے اور کبھی افراط وتفریط کا شکار ہو گیا ہے۔ وصالِ محبوب کی خاطر تزکیہ نفس کے لئے کی جانے والی مختلف النوع کاوشوں میں سے ایک مسلمہ طریق مخلوق سے بے رغبتی اور کنارہ کشی ہے' جس میں افراط کی معروف صورت رہبانیت ہے جو مختلف امم سابقہ کا شیوہ رہا ہے۔

رہبانیت کیا ہے؟

امم سابقہ میں وصالِ حق کے متلاشیوں نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ معمولات حیات اور دنیاوی مشاغل ومصروفیات جاری رکھتے ہوئے اپنی منزل کو نہیں پا سکتے اور نفس کی غفلتیں اور سماجی ذمہ داریوں کی الجھنیں انہیں وہ محنت و مشقت اور مجاہدہ نہیں کرنے دیتیں' جو معرفتِ حق اور وصالِ محبوب کے لئے ضروری ہے تو انہوں نے لذّات نفسانی سے دستبرداری اور علائق دنیوی سے کنارہ کشی کی راہ اپنائی۔ سماجی ذمہ داریوں سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے جنگلوں اور ویرانوں کا رخ کیا۔ بیوی' بچوں اور معاشرتی زندگی کی دیگر مصروفیات سے منہ موڑ کر غاروں کی خلوتوں اور جنگلوں

کی تنہائیوں میں جا ڈیرہ لگایا اور وہیں رہ کر کثرتِ عبادت و مجاہدہ بلکہ نفس کشی کے ذریعے وصالِ حق کی جستجو کرنے لگے۔ قرآن نے ان کے اس تصورِ حیات کو رہبانیت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ قرآن کی رو سے یہ طرز زندگی وصال حق کی متلاشی روحوں نے ازخود اختیار کی تھا۔ یہ طریقہ ان پر فرض نہیں کیا گیا تھا' ارشاد ہوتا ہے:

وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ O (الحدید' ۵۷:۲۷)	اور رہبانیت جس کی ابتدا خود انہوں نے کی' ہم نے اس کو ان پر فرض نہ کیا تھا' مگر انہوں نے اسے اللہ کی رضا مندی کے لئے اختیار کیا' لیکن جس طرح اس کو نبھانا چاہئے تھا' نباہ نہ سکے پھر (بھی) ان میں جو ایمان لائے ہم نے ان کو اجر دیا اور ان میں سے اکثر (تو) نافرمان ہی ہیں

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دینِ عیسوی میں اصلاً رہبانیت فرض نہ کی گئی تھی بلکہ اس کا تعلیماتِ مسیح علیہ السلام میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ بعد کے لوگوں نے ازخود رضائے الٰہی کی خاطر زیادہ ریاضت و مجاہدہ اور عبادت و مشقت کی خاطر رہبانیت (ترکِ دنیا) کی صورت پیدا کر لی۔ چونکہ یہ کام بھی رضائے الٰہی کے نصب العین کے تحت کیا گیا تھا' اس لئے قرآنی بیان کے مطابق باری تعالیٰ نے اسے امرِ مستحسن سمجھ کر قبول کر لیا۔ اب ضروری تھا کہ رہبانیت کے جملہ تقاضے کما حقہ پورے کئے جاتے' تاکہ اس سے صحیح روحانی فائدہ میسر آتا' لیکن ان میں سے اکثر افراد بالالتزام ان تقاضوں کو پورا نہ کر سکے' اس لئے انہیں ''نافرمان'' قرار دیا گیا اور جنہوں نے اس کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا کیا' انہیں باری تعالیٰ نے اجر و ثواب

سے بہرہ ور کیا۔

گویا جب تک رہبانیت میں مقصدیت کارفرما رہی اسے گوارا کیا جاتا رہا، لیکن جب وہ بھی محض رسمِ دنیا بن کر رہ گئی، اس کی روح فوت ہوگئی اور وہ مقصدیت جس کی وجہ سے اسے گوارا کر لیا تھا، وہ پیش نظر نہ رہی تو اس کی افادیت بھی ختم ہو کر رہ گئی۔

ایک غور طلب نکتہ

یہاں ایک نکتہ جو قابل غور ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن نے اس فعل کو کہیں حرام قرار نہیں دیا اور نہ ہی اسے کوئی ایسا فعل مذموم قرار دیا ہے، جس پر اللہ رب العزت کی نافرمانی لازم آتی ہو، بلکہ نہایت حکیمانہ انداز میں اس بات کی نشاندہی کی جا رہی ہے کہ ہم نے تو اس فعل کو گوارا بھی کر لیا تھا، لیکن محض اس لئے کہ اسے ہماری ہی رضا کے حصول کے لئے اپنایا گیا تھا اور ان لوگوں کا مقصود و مطلوب سوائے وصال حق کے اور کچھ نہ تھا، لہذا ہم نے ان پر نہی وارد نہ کی۔ گویا رہبانیت فی نفسہ کوئی مذموم اور ناپسندیدہ شعار زندگی نہیں تھا۔

اسلام میں رہبانیت کا تصور

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا رهبانية فى الاسلام اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

(کشف الخفا، ۲:۵۲۸)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے بالعموم یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ اسلام نے رہبانیت کی نفی کر دی ہے یا اسلام میں رہبانیت نام کی کسی شے کا کوئی وجود نہیں۔ یہ استنباط اپنی جگہ درست ہے، لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو آپ ﷺ

نے اپنے اس فرمان اقدس کے ذریعے نفس کشی کے بیجا ضابطوں سے نجات عطا کر کے اپنی امت کو ایک بہت بڑی نعمت سے بہرہ ور کر دیا ہے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی زبان حال سے پوری امت کو یہ خوشخبری دے رہا ہے کہ اے شمع دین حق کے پروانو! تلاش حق کے راہ نوردو اور جلوہ محبوب کے متلاشیو! اب تمہیں اپنے محبوب کے دیدار و وصال کے لئے اپنی بیوی بچوں کو خیر باد کہنے کی ضرورت نہیں۔ اب تمہیں حصولِ منزل کے لئے جنگلوں' ویرانوں' غاروں کو اپنا مسکن بنانے کی حاجت نہیں۔ اب تمہیں تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن کے لئے معاشرتی زندگی اور سماجی ذمہ داریوں سے راہِ فرار اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی صورت میں ایک مکمل اور جامع نظامِ حیات ہوتے ہوئے رہبانیت جیسی بے جا مشقتوں کے بوجھ سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت کے ذریعے اسی دنیا میں رہتے ہوئے' کاروبار زندگی کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے' بیوی بچوں اور دیگر افراد معاشرہ کے حقوق کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے وصالِ یار اور قربِ الٰہی کی منزل کو پا سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رہبانیت کا نعم البدل اعتکاف کی صورت میں ہمیں عطا کر دیا ہے۔

اعتکاف کے ہوتے ہوئے ہمیں عبادت و ریاضت اور نفس کشی کے حصول کے لئے رہبانیت کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام کا عمومی مزاج

اسلام دین فطرت ہے' جو انسان کے فطری داعیات اور نفسی مقتضیات کی رعایت رکھتے ہوئے ان کی تکمیل کے لئے حکیمانہ راہ تجویز کرتا ہے۔ اسلام اگر کسی چیز پر پابندی عائد کرتا ہے یا کسی تصور کو ختم کرتا ہے تو انسان کو اس کا بہتر بدل عطا

کرتا ہے تاکہ اس تصور کی خوگر طبائع پر یہ تبدیلی گراں نہ گزرے اور اس تبدیلی کی نہ صرف افادیت مسلّم ہو جائے' بلکہ انسانی طبائع اس کی طرف بہ رغبت مائل بھی ہو۔

سود کا بدل۔ قرضِ حسنہ

مثال کے طور پر جب سودی لین دین جیسے انسانیت کش نظام کو معاشرے سے ختم کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس کے خاتمے سے پہلے زکوٰۃ و صدقات اور قرض حسنہ جیسے انسانیت پرور تصورات کو متعارف کرایا گیا۔ اگر زکوٰۃ و صدقات اور قرض حسنہ جیسے انسان پرور نظام کو رائج کئے بغیر سود کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی کوشش کی جاتی تو یقیناً مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہو سکتے۔

نشہ شراب کا بدل - نشہ شرابِ عشق الٰہی

اسلام نے شراب کو یکدم حرام قرار نہیں دیا' بلکہ اسلام جو دین فطرت ہے اور انسانی طبائع کی کمزوریوں سے بخوبی آگاہ ہے' شراب پر بتدریج پابندی عائد کی اور اس وقت تک اسے کلیتاً حرام قرار نہیں دیا' جب تک کہ شراب کے نشہ اور کیف و سرور کے رسیا طبائع کو عشق الٰہی کے نشہ سے متعارف نہیں کرا دیا۔ جب تک ذکر الٰہی اور دیدار مصطفوی ﷺ کے نشے سے بہرہ ور نہیں کر دیا گیا اور لوگوں کو نشہ شراب کا نعم البدل عطا نہیں کر دیا گیا' شراب پر پابندی نہیں لگائی گئی۔

علی ہذا القیاس اسلام نے جن جن امور پر پابندی عائد کی ہے' فطرتِ انسانی مقتضیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا بہتر بدل انسان کو عطا کر دیا ہے۔

ایک سوال

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام مذموم امور پر بھی اس وقت تک

پابندی عائد نہیں کرتا، جب تک اس کا بہتر بدل مہیا نہیں کر دیتا، تو رہبانیت جو فی نفسہ اتنی ناپسندیدہ اور مذموم چیز نہیں تھی، بلکہ معرفتِ حق اور وصالِ الٰہی کی طلب سے عبارت ایک باقاعدہ نظامِ حیات تھا، جب اسلام اس پر پابندی عائد کر رہا ہے تو کیا اس کا کوئی نعم البدل نہیں دیا گیا ہوگا۔ اسلام کی حکیمانہ تعلیمات کے پیشِ نظر یہ ممکن ہی نہیں کہ اس نے رہبانیت کا بہتر بدل امت مسلمہ کو فراہم نہ کر دیا ہو اور وہ نعم البدل جو جادۂ حق کے متلاشیوں کو اسلام نے عطا کیا ہے ''اعتکاف'' ہے۔

حقیقتِ اعتکاف ۔ خلوت نشینی

اعتکاف کی حقیقت خلوت نشینی ہے اور یہ رب العزت کا اپنے محبوب ﷺ کے تصدق سے امتِ مصطفوی ﷺ پر خصوصی لطف و احسان ہے کہ وصالِ حق کی وہ منزل جو امم سابقہ کو زندگی بھر کی مشقتوں اور بے جا ریاضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، فقط چند روز کی خلوت نشینی سے میسر آ سکتی ہے۔ چنانچہ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان چند روز کے لئے علائقِ دنیوی سے کٹ کر گوشہ نشین ہو جائے۔ ایک محدود مدت کے لئے خلوت گزیں ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کر لے۔ اپنے من کو آلائشِ نفسانی سے علیحدہ کر کے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کر لے۔ مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے خالق کی طرف لو لگا لے۔ ان کیفیات سے مملو ہو کر جب انسان دنیا و مافیہا سے کٹ کر صرف اپنے خالق و مالک کے ساتھ لو لگا لیتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سالوں کی عبادت اور محنت و مشقت پر بھاری قرار پاتے ہیں۔

خلوت نشینی کیوں؟

سوال پیدا ہوتا ہے آخر خلوت نشینی کا فلسفہ کیا ہے؟ انسان آخر خلوت نشینی

کیوں اختیار کرے؟ یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ انسان کا نفس انسان کو ہمہ وقت برائی کی طرف اکساتا رہتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَ مَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (یوسف' ۱۲:۵۳) بیشک نفس انسان کو برائی کی طرف ہی اکساتا رہتا ہے۔

ارشاد قرآنی کی رو سے تمرّد و انحراف انسانی نفس کا شیوہ اور اس کی فطرت میں شامل ہے۔ چنانچہ کاروبارِ حیات کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے انسان بالعموم غفلتوں کا شکار رہتا ہے' نتیجتاً انسان میں کسی کا بندہ ہونے کا شعور بیدار نہیں رہتا اور انسان مسلسل بغاوت و سرکشی پر مائل رہتا ہے۔ اسی شعورِ بندگی کو بیدار کرنے کے لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس امر کی تعلیم دی ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں تھوڑی دیر کے لئے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے آپ کو ایک مجرم کی حیثیت سے اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں پیش کر کے اصلاح احوال کا متمنی ہو۔ یہ معمول زندگی بھر رہنا چاہیئے۔ لیکن رمضان المبارک چونکہ خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے' اس لئے اس ماہِ رحمت میں خلوت نشینی کے اس تصور کو ایک باقاعدہ ضابطے کے تحت اعتکاف کی صورت میں متعین کر دیا گیا' تاکہ سال بھر علائق دنیوی میں ملوث رہنے والا انسان چند روز کے لئے اپنے نفس کے متمرّد اور سرکش گھوڑے کو لگام ڈال سکے' نیز کثرتِ ذکرِ الٰہی اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے تصفیۂ باطن کر کے خلوت میں جلوتِ محبوب کی دولت سے بہرہ ور ہو سکے۔

اعتکاف کی نیت کیا ہو؟

احوالِ نفس کے اختلاف کے پیشِ نظر اعتکاف کے لئے مختلف لوگوں کی

نیت مختلف ہوسکتی ہے، مثلاً بعض لوگ اس نیت سے اعتکاف کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ہوائے نفس کو علائقِ دنیوی سے پاک اور مخلوق کے شر سے خود کو بچائیں گے۔ اس نیت سے خلوت نشینی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا گناہوں کا گھر ہے اور مخلوق کے ساتھ میل ملاپ سراسر گھاٹے کا سودا ہے، لہذا خود کو اس شر سے محفوظ کرنے کے لئے انسان کو خلوت گزیں ہو جانا چاہیئے۔ یہ نیت بھی درست ہے، لیکن اس میں پنہاں ایک بہت بڑا فساد بجائے خود نفس کے لئے ایک بہت بڑے تمرّد اور سرکشی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس نیت سے اعتکاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گویا انسان نے خود کو دوسروں سے بہتر جانا اور اپنے نفس کو مخلوقِ خدا کے شر سے بچانے کے لئے گوشہ تنہائی میں چلا گیا۔ اعتکاف کے لئے بہترین نیت یہ ہے کہ انسان اعتکاف کرتے ہوئے یہ نیت کرے کہ میرا نفس فتنہ وفساد کی آماجگاہ اور شر کا پیکر ہے۔ اس میں ہر آن بغاوت وسرکشی کے میلانات سر اٹھاتے رہتے ہیں، کیوں نہ میں کچھ عرصہ کے لئے گوشہ نشین ہو جاؤں، تاکہ مخلوقِ خدا کچھ عرصہ کے لئے میرے نفس کی فتنہ سامانیوں اور اس کے شر کی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ رہ سکے۔

ایک دلچسپ حکایت

ایک مرتبہ ایک خلوت گزیں درویش سے کسی نے گوشہ نشینی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ”میرے پاس ایک کتا ہے، جو نہایت خطرناک ہے، میں اس کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے خلوت نشیں ہو گیا ہوں۔“ پوچھا گیا ”وہ کتا کہاں ہے؟“ انہوں نے فرمایا ”میرا نفس۔“

حقیقتِ نفس

نفسِ انسانی اپنی خلقت کے اعتبار سے بہیمانہ خصلتوں کی مرقع ہے۔ حرص

و ہوا، لالچ و مفاد پرستی، غرور و تکبر، خود غرضی و خود پسندی، بغض، حسد، کینہ و عداوت، عیاری و مکاری، دجل وفریب وغیرہ، یہ سب نفس کے خصائل ہیں، جن سے انسان کو ہمہ وقت اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔ نفس کبھی عالم کو اپنے علم کے گھمنڈ پر اکساتا ہے، تو کبھی عبادت گزار کو کثرتِ مجاہدہ کے تکبر پر، کبھی کسی سخی کو سخاوت کے زعم میں مبتلا کر کے ہلاکتوں میں ڈالتا ہے تو کبھی کسی مجاہد کو خود پسندی کے فریب میں۔ غرضیکہ یہ ظالم ہمہ وقت انسان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے اور ہر انسان پر اس کا حملہ اس کے حسبِ حال ہوتا ہے اور نیکوکاروں پر تو خود پسندی اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کے فتور کی صورت میں ایسے ہلاکت خیز حملے کرتا ہے کہ آنِ واحد میں انسان کا خرمنِ اعمال خاکستر ہو کر رہ جاتا ہے اور انسان کی مدتوں کی کمائی آناً فاناً لٹ کر رہ جاتی ہے۔ نفس کی ہلاکت خیزیوں کا یہ عالم ہے کہ انسان کبھی زندگی بھر اس کی غارت گری پر مطلع نہیں ہو پاتا اور جب اچانک پردہ اٹھتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ میں کس قدر فریبِ نفس میں مبتلا رہا اور یہ ظالم نفس کس طرح مجھے اپنے دامِ تزویر میں شکار کیے ہوئے تھا؟

مقصودِ خلوت نشینی

خلوت نشینی کا مقصود یہ ہے کہ انسان گوشہ تنہائی میں داخل ہو کر خود کو مخلوق سے قلباً جدا کر لے اور جب خلوت نشینی سے باہر آئے، نفس سے خود کو جدا کر چکا ہو۔ نفس سے جدا ہونے کا مطلب خصائلِ نفس سے اپنے آپ کو مبرا کر لینا ہے۔ درست ہے کہ نفس کثرتِ ریاضت و مجاہدہ سے بھی کمزور ہوتا ہے، لیکن ان معمولات سے کہیں زیادہ ندامت کے آنسوؤں اور کثرتِ گریہ و زاری سے کمزور پڑتا ہے۔ کثرتِ رقت و گریہ زاری نفس کی تمام آلائشوں کو دھو دیتی ہے اور رفتہ رفتہ انسان

خصائلِ نفس سے جدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب نفسِ انسانی اپنی خصلتوں سے جدا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے محبوب و مطلوب کی جلوت نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اپنے من کی مراد پا لیتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ جب تک انسان نفس کی معیت میں رہتا ہے، رب کی معیت سے محروم رہتا ہے اور جب بندہ نفس اور اس کی خصلتوں سے جدا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے رب کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت مالک بن مسعودؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو خلوت سے وحشت نہیں ہوتی؟ تو فرمانے لگے کبھی صحبتِ محبوب میں بھی کسی کو وحشت ہوتی ہے۔ میں خلوت میں اپنے محبوب کی جلوت سے بہرہ ور ہوتا ہوں۔ ان پر کیف اور سرور آفریں لمحات میں وحشت کیسی؟

حاصلِ کلام یہ کہ جب تک انسان نفس کے شر کے تابع رہتا ہے، وصالِ یار سے محروم رہتا ہے اور جب علائقِ دنیوی سے کچھ دیر منہ موڑ کر تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور قلباً وحالاً جلوت سے خلوت آرا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے محبوب کے وصال کی دولت بے بہا حاصل ہو جاتی ہے۔ گویا یہ خلوتیں اسے ربِ جلیل کی جلوتیں عطا کر دیتی ہیں اور اگر انسان کثرتِ ذکر و فکر، عبادت و ریاضت اور گریہ و زاری کو اپنا مستقل شعار بنا لینے کے ساتھ ساتھ محاسبہ نفس کی راہ پر استقامت سے چل نکلے تو ان جلوتوں کو دوام بھی نصیب ہوسکتا ہے اور جب ان کیفیات کو دوام مل جاتا ہے تو پھر انسان اس آیت قرآنی کا مصداق بن جاتا ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ۔	اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں تجارت اور بیع و فروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرسکتی۔
(النور، ۲۴:۳۷)	

اس مقام پر جلوتِ یار کی کیفیت نفسِ انسانی میں یوں رچ بس جاتی ہے

کہ وہ مخلوق کی جلوت میں رہتے ہوئے بھی جلوتِ محبوب کی حلاوت پاتا ہے۔ انسان کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے جب کہ باطن اپنے آقا و مولا کے ساتھ اور یوں وہ انجمن میں بھی خلوت کے مزے لوٹتا ہے۔

اعتکاف کے مسائل

عبادت کی نیت سے اللہ تعالی کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے، اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اعتکاف واجب

۲۔ اعتکاف سنت

۳۔ اعتکاف مستحب

اعتکاف واجب

کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا۔ یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔ بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں ہے۔ (درمختار، ۲:۱۲۹)

اعتکاف سنت موکدہ:

یہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے، یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے تو تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں رمضان کو چاند ظاہر ہونے کے بعد مسجد سے نکلے۔ یاد رہے کہ اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے، یعنی اگر محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور اگر

ایک آدمی نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔

(درمختار' ۲:۱۳۰)

اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے جتنی دیر مسجد میں رہے گا' اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت کے لئے صرف دل میں اتنا خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لئے اعتکاف مسجد کی نیت کی۔ (فتاویٰ عالمگیری' ۱:۱۹۷)

اعتکاف کے چند دیگر مسائل

- اعتکاف کرنے والوں کے لئے بلاعذر مسجد سے نکلنا حرام ہے' اگر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا' چاہے قصداً نکلے یا بھول کر۔ اس طرح عورت نے جس گھر میں اعتکاف کیا ہے' اس کا بھی اس گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار' ۲:۱۳۳)
- مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے اس گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے' جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو۔

(درمختار' ۲:۱۲۹)

- اعتکاف کرنے والا دو عذروں کے سبب سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ ایک عذرِ طبعی جیسے رفع حاجت' غسل فرض اور وضو کے لئے' دوسرا عذرِ شرعی جیسے نماز

جمعہ کے لئے جانا اگر مسجد میں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو۔ ان دونوں عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا' اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (درمختار' ۲:۱۳۳)

- اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد میں ہی رہے گا۔ وہیں کھائے' پیئے' سوئے مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے۔ معتکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہئے تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے' پھر اس کے لئے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔ (درمختار' ۲:۱۳۴)

- اگر اعتکاف میں بیٹھتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت و نماز جنازہ میں جائے گا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لئے مسجد سے باہر گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا' مگر دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہنا بھی ضروری ہے۔ (بہار شریعت' ۱:۱۴۷)

- اگر مسجد گر گئی یا کسی نے زبردستی مسجد سے نکال دیا اور وہ فوراً ہی کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔

- اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے اور نہ لوگوں سے بہت زیادہ بات چیت کرے' بلکہ اس کو چاہئے کہ نفل نمازیں زیادہ پڑھے' تلاوت کرے' علمِ دین کا درس دے' اولیاء و صالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے' کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکرِ الٰہی کرے۔ اکثر باوضو رہے اور دنیاداری کے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور بکثرت رو رو کر اور

گڑگڑا کر خداوند تعالی سے دعا مانگے۔

- اعتکاف کی قضا صرف قصداً اعتکاف توڑنے ہی سے نہیں ہوتی' بلکہ اگر عذر کی وجہ سے بھی اعتکاف چھوڑ دیا' مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا جیسے عورت کو حیض یا نفاس آیا' جنون یا بے ہوشی طاری ہوئی' ان صورتوں میں بھی قضا واجب ہے۔

- معتکف اگر بہ نیت عبادت بالکل چپ رہے کہ چپ رہنے کو ثواب سمجھے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھ کر نہ چپ رہے تو حرج نہیں اور بری باتوں سے چپ رہا تو یہ چپ رہنا مکروہ نہیں' بلکہ یہ تو اعلی درجے کی بات ہے۔ کیونکہ بری باتوں سے زبان کو روکے رکھنا بہر حال واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح باتیں تو یہ بھی بلا ضرورت معتکف کو مکروہ ہیں' کیونکہ بلا ضرورت مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (بہار شریعت' ۱:۴۷۴)

- سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ اعتکاف ہو یا کوئی بھی عبادت اس میں صرف رضائے الہی کی نیت رکھے۔ دکھاوا' نیک نامی اور شہرت کو ہر گز ہر گز دخل نہ دے' ورنہ ہر عبادت بے نور و بے رونق بلکہ ضائع و غارت ہو جائے گی اور ثواب کی جگہ گناہ نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

www.MinhajBooks.com

باب یازدہم

شب قدر اور اس کی فضیلت

www.MinhajBooks.com

شب قدر اور اس کی فضیلت

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے' جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں' دو نکتے جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری' اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ ''خیر من الف شھر'' کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہیئے گا' عطا فرما دے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

شب قدر کا معنی و مفہوم

ا۔انما سمیت بذلک لعظمھا و قدرھا و شرفھا۔

(القرطبی' ۲۰: ۱۳۰)

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنی مرتبہ کے ہیں' چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے' اس لئے اسے ''لیلۃ القدر'' کہا جاتا ہے۔

۲۔ان اللّٰہ تعالٰی یقض الا قضیة فی لیلة نصف شعبان و یسلمھا الی اربابھا الٰی اربابھا فی لیلة القدر۔

(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نصف شعبان کی رات کو تمام فیصلے فرما لیتا ہے اور چونکہ اس رات میں اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے' اس وجہ سے یہ ''لیلة القدر'' کہلاتی ہے۔

۳۔ اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے:

نزل فیھا کتاب ذو قدر، علی لسان ذی قدر، علی امة لھا قدر، و لعل اللّٰہ تعالی انما ذکر لفظة القدر فی ھذہ السورة ثلاث مرات لھذا السبب۔

(تفسیر کبیر، ۳۲: ۲۸)

اس رات میں اللہ تعالی نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کے لئے صاحبِ قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔

۴۔قیل سمیت بذلک لان الارض تضیق بالملائکة فیھا۔

(تفسیر الخازن، ۴: ۳۹۵)

قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین

تنگ ہو جاتی ہے۔

۵۔ و قال ابو بکر الوراق: سمیت بذلک لأن من لم یکن له قدر و لا خطر یصیر فی هذه الیلة اذ قدر إذا احیاها۔

(تفسیر القرطبی، ۲۰:۱۳۱)

امام ابوبکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے، اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔

یہ رات کیوں عطا ہوئی؟

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم ﷺ کی اس امت پر شفقت اور آپ ﷺ کی غم خواری ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ:

ان رسول اللہ ﷺ اری اعمار الناس قبله او ماشاء اللہ من ذلک فکانه تقاصر اعمار امته عن ان لا یبلغوا من العمل، مثل الذی بلغ غیرهم فی طول العمر، فاعطاه لیلة القدر خیر من الف شهر۔

(موطا امام مالک، ۱:۳۱۹، کتاب الصیام، باب ماجاء فی لیلۃ القدر، رقم حدیث: ۱۵)

جب رسول پاک ﷺ کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کر سکیں گے؟ (پس) آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرما دی، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا' جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کیا تھا۔

فعجب رسول اللہ ﷺ لذلک و تمنی ذالک لامته فقال یا رب جعلت امتی أقصر الامم الاعمارا و أقلها أعمالا فاعطاہ اللہ تبارک و تعالیٰ لیلة القدر۔

(تفسیر الخازن' ۴:۳۹۷)

تو آپ ﷺ نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے میرے رب میری امت کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال بھی کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالی نے شب قدر عنایت فرمائی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوبؑ' حضرت زکریاؑ' حضرت حزقیلؑ' حضرت یوشعؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالی کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرامؓ کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اسی وقت جبرائیلؑ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد عجبت امتک من عبادة هولاء النفر ثمانین سنة ' فقد انزل اللہ علیک خیراً من ذلک ثم مقرأنا اَنۡزَلۡنَاہُ فِیۡ لَیۡلَةِ

اے نبی محترم! آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپ کے رب نے آپ کو اس سے بہتر عطا

القَدْرِ فسر بذلک رسول اللهﷺ۔

(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۲)

فرما دیا ہے اور پھر سورۃ القدر کی تلاوت کی، اس پر رسول خداﷺ کا چہرۂ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔

چنانچہ حضورﷺ کی طفیل یہ کرم فرمایا کہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرما دی اور اس کی عبادت کو اسی نہیں بلکہ ۸۳ سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔

امتِ محمدیﷺ کی خصوصیت

لیلۃ القدر فقط آپﷺ کی امت کی خصوصیت ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

ان الله وهب لامتی لیلة القدر لم یعطها من کان قبلهم

(الدر المنثور، ۶: ۳۷۱)

یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔

پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا، جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا، لیکن نبی اکرمﷺ کے صدقہ میں اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کر لیتی ہے۔

قیل ان العابد کان فیما مضی یسمی عابداً حتی یعبد الله الف شهر عبادة، فجعل الله تعالی لامة محمدﷺ عبادة لیلة

سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے افراد کو یہ شبِ

خیر من الف شھر کانوا یعبدونھا

قدر عطا کر دی، جس کی عبادت اس ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔

(فتح القدیر، ۵:۲۷۴)

گویا یہ عظیم نعمت بھی سرکار دوجہاں ﷺ کی غلامی کے صدقہ میں امت کو نصیب ہوئی ہے۔

فضیلتِ شب قدر: احادیث کی روشنی میں

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من قام لیلة القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔

(صحیح البخاری، ۱:۲۷۰، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۹۱۰)

جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس ارشاد نبوی ﷺ میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر و فکر، عبادت و طاعت کی تلقین کی گئی ہے، وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو، ریاکاری یا بدنیتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا، چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدۂ مغفرت بن کر آتی ہے۔

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

ان هذا الشهر قد حضرکم و فیه لیلة خیر من الف شهر من حرمها فقد حرم الخیر کله ولا یحرم خیرها الا حرم الخیر۔

(سنن ابن ماجہ : ۲۰، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۶۴۴)

یہ جو ماہ تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے، جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے، جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اذا کان لیلة القدر نزل جبرائیلؑ فی کبکة من الملئکة یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر الله عزوجل۔

(شعب الایمان، ۳:۳۴۳)

شب قدر کو جبرائیل امینؑ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسمِ اعظم‘ جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

۲۔ اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا‘ ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

۳۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے‘ اس لئے رات تعین نہ فرمائی‘ تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔

۵۔ عدمِ تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے‘ کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔ (التفسیر الکبیر‘ ۳۲:۲۸)

ایک جھگڑا علمِ شبِ قدر سے محرومی کا سبب بنا

ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی جھگڑا بھی ہے‘ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعین کی بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرما دیں کہ یہ فلاں رات ہے‘ لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرما دیا‘ روایت کے الفاظ یوں ہیں:

خرج النبی ﷺ لیخبر بلیلة القدر، فتلاحی رجلان من المسلمین، فقال: خرجت لأخبرکم بلیلة القدر، فتلاحی فلاں و فلاں فرفعت۔

(صحیح البخاری، ۱:۲۷۱، کتاب الصیام، رقم حدیث:۱۹۱۹)

ایک مرتبہ رسالتمآب ﷺ سب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا، مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اٹھا لی گئی۔

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انسان اللہ تعالی کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مذکورہ روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید اس کے بعد تعین شب قدر کا آپ کو علم نہ رہا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ شارحین حدیث نے تصریح کر دی ہے کہ تعین کا علم جو اٹھا لیا گیا تھا تو صرف اسی ایک سال کی بات تھی، ہمیشہ کے لئے نہیں۔

امام بدر الدین عینی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

فان قلت لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها فی تلک السنة فهل اعلم النبی ﷺ بعد ذلک بتعینها؟ قلت روی عن ابن

اس سال تعین شب قدر کا علم اٹھا لیا گیا اس کے بعد حضور ﷺ کو اس کی تعین کا علم رہا یا نہ؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو

عينيه انه اعلم بعد ذلک بتعينيها۔ (عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۳۸)

اس کے تعین کا علم تھا۔

ہمارے نزدیک آقائے دوجہاں ﷺ کو نہ صرف تعین کا علم ہے، بلکہ آپ بعض غلاموں کو اس پر آگاہ بھی فرماتے ہیں۔

ایک صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت ابن عبداللہ بن انیسؓ الجھنی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

یا رسول اللہ ان لی بادیة أكون فيها و أنا أصلی بحمد الله فمرنی بليلة أنزلها الى هذا المسجد فقال: أنزل ليلة ثلاث و عشرين۔

(سنن ابی داؤد، ۱: ۲۰۲، کتاب الصلاۃ، باب فی لیلۃ القدر، رقم حدیث: ۱۳۸۰)

میں ایک ویرانے میں رہتا ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز ادا کرتا ہوں آپ مجھے حکم دیں کہ کون سی رات آپ کے ہاں مسجد نبوی میں بسر کرنے کے لئے آؤں تو آپ نے فرمایا رمضان کی تیئسویں رات آ جاؤ۔

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رات کو مسجد نبوی میں آ کر جاگا کرتے۔ لوگوں نے آپ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ بتاؤ آپ کے والد اس رات کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا:

كان يدخل المسجد اذا صل العصر فلا يخرج الا لحاجة

وہ عصر کے بعد صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے اور صبح اپنی

حتی یلی الصبح فاذا صلی الصبح وجد دابته علی باب المسجد فجلس علیھا ولحق ببادیة۔	سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات کی طرف روانہ ہو جاتے۔

(ایضا)

اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے لئے شب قدر کی رات الگ الگ ہے۔

شب قدر کے تعین کے سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ

۱۹۶۵ء میں میرے والد گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ رمضان المبارک میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور آخری عشرہ میں حضورﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے مسجد نبویؐ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ رمضان المبارک کی پچیسویں شب نصف شب کے قریب اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور حضورﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپﷺ نے فرمایا ”اٹھ یہ رات شب قدر ہے“ انہوں نے دیکھا کہ حضورﷺ کے دست اقدس میں ایک گھڑی (ٹائم پیس) ہے‘ جس پر اس وقت تقریباً بارہ بج کر پچاس منٹ کا وقت تھا۔

والد گرامی فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ نہ صرف حضورﷺ نے شب قدر کی اطلاع فرمائی ہے‘ بلکہ اس رات کی خصوصی قبولیت کی ساعت کی بھی نشاندہی فرما دی ہے۔ میں جلدی سے اٹھا‘ وضو کیا‘ ساتھ ہی راولپنڈی کے ایک نومسلم پروفیسر جو سکھ مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے‘ بھی معتکف تھے۔ میں نے چاہا کہ ان

مبارک لمحات کی خبر ان کو بھی کروں، لیکن یہ سوچ کر کچھ دیر کے لئے رک گیا، کہیں یہ افشائے راز حضور ﷺ کو نامنظور نہ ہو، لیکن پھر میں یہ سوچ کر انہیں آگاہ کرنے کے لئے ان کی طرف چلا ہی گیا کہ یہ بھی حضور ﷺ کی بارگاہ کے مہمان ہیں۔ اگر منع کرنا مقصود ہوتا تو آپ ﷺ ایسا حکم فرما دیتے۔ جب میں اس ارادے سے ان کے قریب گیا تو وہ میرے قدموں کی آہٹ سن کر بیدار ہو گئے۔ میں نے ان سے کہا پروفیسر صاحب اٹھیں، کیونکہ یہی رات لیلۃ القدر ہے۔ وہ مسکرانے لگے ہاں اجابت کی گھڑی بارہ بج کر پچاس منٹ پر ہے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا آپ کو کس نے بتایا؟ کہنے لگے کہ جس ہستی کے در پر آپ مہمان ہیں، میں بھی انہیں کا مہمان ہوں۔ آپ تو صرف ایک وطن چھوڑ کر درِ مصطفی ﷺ پر آئے ہیں، جبکہ میں نے اس در کی غلامی کے لئے دو ہجرتیں کی ہیں، ایک اپنے مذہب سے اور دوسری اپنے وطن سے۔ لہذا حضور ﷺ نے مجھے بھی اپنی نوازشاتِ کریمانہ کا مستحق سمجھا اور دولتِ دیدار سے نوازتے ہوئے اس مبارک گھڑی کے متعلق آگاہ فرما دیا ہے۔

شب قدر کی تعین کے بارے میں تقریباً پچاس اقوال ہیں، ان میں سے دو اقوال نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

ا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:

تحروا الیلۃ القدر فی الوتر، من العشر الاواخر من رمضان	لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۷۰، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۹۱۳)

چونکہ اعتکاف کا مقصد بھی تلاشِ لیلۃ القدر ہے، اس لئے ان آخری ایام کا

اعتکاف سنت قرار دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب تک اللہ تعالیٰ نے اس شب قدر کی تعین سے آگاہ نہیں فرمایا تھا' آپ ﷺ اس کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف کرتے تھے' لیکن جب آگاہ فرما دیا گیا تو وصال تک صرف آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔

۲۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب شبِ قدر کی رات ہے۔ جمہور علماء اسلام کی یہی رائے ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

قد اختلف العلماء فی ذالک والذی علیه المعظم انها لیلة سبع و عشرین۔

(تفسیر القرطبی' ۲۰:۱۳۴)

علماء کا شب قدر کی تعین کے بارے میں اختلاف ہے' لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ لیلۃ القدر کی رات ستائیسویں شب ہے۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

و کثیر منهم ذهب الی انها اللیلة السابعة من تلک الاوتار۔

(روح المعانی' ۳۰:۲۲۰)

علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں ہے۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور قاری قرآن حضرت ابی بن کعبؓ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت زو بن جیشؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ جو شخص پورا سال عبادت کرے گا' وہ شب قدر کو پا لے گا۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جانتے

ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں سے ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے' لیکن آپ نے اس کا ذکر اس لئے کر دیا تاکہ لوگ فقط انہی راتوں کو ہی نہ جاگیں' بلکہ پورا سال عبادت کریں اور اس کے بعد حلف اٹھا کر کہا کہ وہ رات ستائیسویں ہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ رسالتمآب ﷺ نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے' وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے۔ جس کو امام رازیؒ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

۱۔ انه قال ليلة القدر تسعة حروف وهو مذكور ثلاث مرات فتكون السابعة والعشرين (تفسیر کبیر' ۲۳:۳۰)	لفظ لیلۃ القدر کے ۹ حروف ہیں اور اس کا تذکرہ تین دفعہ ہوا ہے اور مجموعہ ۲۷ ہوگا۔

۲۔ سورۃ القدر کے کل ۳۰ الفاظ ہیں' جن کے ذریعے شب قدر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس سورۃ میں جس لفظ کے ساتھ اس رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ''ہی'' ضمیر ہے اور یہ لفظ اس سورۃ کا ستائیسواں لفظ ہے۔

ان السورة ثلاثون كلمة و قوله (هی) هی السابعة و عشرون فها۔	سورۃ کے کل کلمات تیس ہیں (اور ان میں) ھی ستائیسواں کلمہ ہے۔

(۱۔ تفسیر کبیر' ۳۲: ۳۰

۲۔ القرطبی' ۱۰:۱۳۶)

۳۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے شب قدر کی تعین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

احب الاعداد الی اللہ تعالی الور واحب الوتر الیہ السبعة فذکر السموت السبع والارضین السبع والاسبوع و عدد الطواف۔

(تفسیر کبیر، ۳۲:۳۰)

اللہ تعالی کو طاق عدد پسند ہے اور طاق عددوں میں سے بھی سات کے عدد کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ اللہ تعالی اپنی کائنات کی تخلیق میں سات کے عدد کو نمایاں کیا ہے مثلاً سات آسمان، سات زمین، ہفتہ کے دن سات، طواف کے چکر سات وغیرہ۔

شب قدر کا وظیفہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب ﷺ سے عرض کیا کہ شب قدر کا کیا وظیفہ ہونا چاہیے تو آپ ﷺ نے ان الفاظ کی تلقین فرمائی:

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔

(مسند احمد بن حنبل، ۶:۱۷۱، ۱۸۲)

اے اللہ تو معاف کر دینے والا اور معافی کو پسند فرمانے والا ہے پس مجھے بھی معاف کر دے۔

www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	البقره: ۲		
۱	يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام.	۲:۱۸۳	۲۱
۲	فمن شهد منكم الشهر فليصمه...	۲:۱۸۵	۲۲
۳	شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن...	۲:۱۸۵	۹۰
	آل عمران		
۴	كلك نفس ذائقة الموت...	۳: ۱۸۵	۵۹
	اليوسف: ۱۲		
۵	ان انفس لأمارة بالسوء...	۱۲:۵۳	۴۸، ۱۴۳
	بنى اسرائيل: ۱۷		
۶	و يسئلونك عن الروح...	۱۷:۸۵	۵۵
	النور: ۲۴		
۷	رجال لا تلهيهم تجارة...	۲۴:۳۷	۱۴۶
	الحديد: ۵۷		
۸	و رهبانية ابتدعوها ماكتبنها...	۵۷:۲	۱۳۹
	المزمل: ۷۳		
۹	ان ناشئة اليل هى اشد...	۷۳:۶	۱۰۱
	النازيات: ۷۹		
۱۰	و نهى النفس عن الهوى ...	۷۹:۴۰_۴۱	۷۰

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	أطراف الأحاديث	صفحہ
۱	احب الامر الی اللہ ما دام علیه...	۸۹
۲	احب الصیام الی اللہ تعالٰی...	۱۳۴
۳	احب عبادی الی اعجلهم فطرا۔	۸۳
۴	اذا افطر احدکم فلیفطر علی...	۸۰
۵	اذا دخل رجب...	۷۶
۶	اذا دخل شهر رمضان فتحت...	۳۵
۷	اذا سمع النداء احدکم و الاناء ...	۸۲
۸	اذا کان لیلة القدر نزل...	۱۰۹
۹	استعینوا بطعام السحر علی...	۸۱
۱۰	اشراف امتی حملة القرآن...	۱۰۱
۱۱	افضل الصیام بعد رمضان شهر ...	۱۳۹
۱۲	أقراه فی کل سبع۔	۹۶
۱۳	ألم اخبر انک تصوم الدهر...	۸۷
۱۴	اللهم انک غفو تحب العفو...	۱۶۷
۱۵	امرنا ان تعجل افطارنا...	۱۸۳
۱۶	ان رسول اللہ اری اعمار الناس...	۱۰۵
۱۷	ان فی الجنة بابا یقال له...	۳۹
۱۸	ان اللہ تعالٰی یقض الاقضیة...	۱۰۴
۱۹	ان اللہ حرم علی الارض ...	۷۰
۲۰	ان اللہ وهب لامتی لیلة القدر...	۱۰۷
۲۱	ان اللہ یغفر فی اول لیلة...	۷۷
۲۲	ان النبی کان یعتکف العشر...	۱۰۵

نمبرشمار	أطراف الأحاديث والاثار	صفحہ
۲۳	ان هذا الشهر قد حضركم...	۱۰۹
۲۴	ان يوم الاثنين والخميس...	۱۳۳
۲۵	تحروا ليلة القدر فى الوتر...	۱۷۴
۲۶	تسحروا فان فى السحور بركة...	۷۹
۲۷	تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس...	۱۳۲
۲۸	خرج النبى ليخبر بليلة القدر فتلاحى...	۱۷۱
۲۹	السحور كله بركة فلا تدعوه...	۸۰
۳۰	شرف المومن صلاته بالليل...	۱۰۰
۳۱	الصوم جنة من النار...	۳۲
۳۲	عليكم بقيام الليل...	۱۰۰
۳۳	فاذا لقيه جبريل كان رسول الله...	۱۰۴
۳۴	فان الله و ملائكة يصلون...	۸۰
۳۵	فصل ما بين صيامنا و صيام...	۸۰
۳۶	فعجب رسول الله لذلک و تمنى...	۱۰۶
۳۷	فمن صامه و قامه ايمانا و احتسابا...	۸۹
۳۸	كان اذا راى هلال رمضان...	۷۷
۳۹	كان اكثر صيامه سوى...	۷۸
۴۰	كان رسول الله لا يفطر ايام...	۱۳۲
۴۱	كان شاب على عهد عمر بن الخطاب...	۷۰
۴۲	كان النبى يعتكف فى كل رمضان...	۱۰۶
۴۳	كان يدخل المسجد اذا صل العصر...	۱۶۲
۴۴	كل عمل ابن آدم يضاعف...	۲۹

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

نمبرشمار	أطراف الأحاديث والاثار	صفحه
۴۵	کم من صائم ليس له من صيامه..	۴۴
۴۶	لا تزال امتى على سنتى مالم...	۸۳
۴۷	لا رهبانية فی الاسلام ...	۱۳۹
۴۸	لايزال الناس بخير ما عجلوا الفطر۔	۸۲
۴۹	للصائم فرحتان يفرحهما...	۲۸
۵۰	لو تعلمون مالکم...	۶۲
۵۱	ما تستقبلون؟ ماذا يستقبلکم...	۷۷
۵۲	ما رايت رسول الله يصوم شهرين...	۷۹
۵۳	ما کان النبی يصوم شهرا...	۷۸
۵۴	من صام الاربعاء و الخميس و الجمعه...	۱۳۳
۵۵	من صام رمضان ايمان و احتسابا...	۲۷
۵۶	من صام رمضان ثم اتبعه ستاً...	۱۳۰
۵۷	من صام من کل شهر ثلاثة..	۸۸، ۱۳۱
۵۸	من صام من کل شهر فذلک..	۸۸
۵۹	من صلی رکعتين بعد عشاء الآخرة...	۱۰۳
۶۰	من قام رمضان ايمان و احتسابا...	۲۸
۶۱	من قام ليلة القدر ايمانا...	۱۰۸
۶۲	نعم السحور المومن التمر...	۸۰
۶۳	نويت ان اصوم هذا اليوم...	۱۲۳
۶۴	نويت بصوم غدالله تعالٰی...	۱۲۳
۶۵	نهی رسول الله عن الوصال...	۶۱
۶۶	نهی عن صوم عرفة بعرفة۔	۱۳۰
۶۷	والذی نفس محمد بيده...	۳۵
۶۸	يا رسول الله ان لی بادية...	۱۶۲

نمبر شمار	أطراف الأحاديث والاثار	صفحه
٦٩	يا محمد عجبت امتک من عبادة...	١٥٦
٧٠	يكفر السنة الماضية...	١٢٩
٧١	يكفر السنة الماضية و الباقية...	١٣٠

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	اقوال	صفحہ
۱	احب الاعداد الی اللہ تعالیٰ الوتر...	۱۶۷
۲	اذا وجدت قلبی راض...	۴۹
۳	الامساک عن المفطرات مع اقتران...	۲۳
۴	ان السورۃ ثلاثون کلمۃ...	۱۰۶
۵	ان علیا کرم اللہ وجھہ کان...	۹۰
۶	انما سمیت بذلک لعظمھا...	۱۵۳
۷	انہ قال لیلۃ القدر تسعۃ حروف...	۱۶۶
۸	بدانکہ اگر خضر بازرفت...	۱۷۱
۹	چہل سال است کہ بہشت...	۱۷۲
۱۰	خدمت سیدی الشیخ محی الدین...	۱۵۷
۱۱	سمیت بذلک لان من لم یکن لہ...	۱۰۰
۱۲	فان قلت لما تقرر ان الذی...	۱۶۱
۱۳	قد اختلف العلماء فی ذالک و الذی...	۱۶۰
۱۴	قیل ان العابد کان فیما مضی...	۱۰۷
۱۵	قیل سمیت بذلک لان الارض...	۱۰۴
۱۶	مجاہدہ ایں است کہ ہرچہ...	۱۶۹
۱۷	نزل فیھا کتاب ذو قدر...	۱۵۴
۱۸	و اما البرکۃ التی فیہ فظاھرۃ...	۸۱
۱۹	و فی ھذا الحدیث فوائد منھا...	۱۰۴
۲۰	و کثیر منھم ذھب الی انھا...	۱۶۰

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
۱	آلوسی	۱۷۰
۲	ابلیس	۳۷
۳	ابن دقیق	۸۴
۴	ابن حجر عسقلانیؒ	۳۸، ۸۴
۵	ابن عباس	۸۱، ۸۳، ۹۰، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۳۳، ۱۶۷، ۱۷۰
۶	ابن عبدالبر	۳۳
۷	ابن عربی	۳۳
۸	ابن قیسؒ	۸۸
۹	ابن ہمامؒ	۳۳، ۸۱
۱۰	ابوایوب انصاریؓ	۱۳۰
۱۱	ابوبکر صدیقؓ	۹۷
۱۲	ابوبکر الوراق	۱۰۰
۱۳	ابوحنیفہؒ	۹۳
۱۴	ابوداؤدؒ	۳۳
۱۵	ابوذر غفاریؓ	۱۳۱
۱۶	ابوعبداللہ منظور الکنانی	۵۷
۱۷	ابوعبداللہ ابوالفتح الھروی	۵۷
۱۸	ابوقتادہ انصاریؓ	۱۲۹، ۱۳۰
۱۹	ابوقیسؒ	۸۰
۲۰	ابونجیب	۷۱
۲۱	ابوھریرۃؓ	۲۷، ۲۹، ۳۵، ۶۱، ۷۷، ۸۰، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۷
۲۲	ابی بن کعبؓ	۱۶۰

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
۲۳	احمد بن حنبل	۳۳، ۷۹، ۱۱۱
۲۴	ام سلمہؓ	۷۸
۲۵	انس بن مالکؓ	۷۶، ۷۹، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۳۳
۲۶	ایوبؑ	۱۰۶
۲۷	بدرالدین عینی	۱۶۱
۲۸	بہاؤالدین زکریاؒ	۷۱
۲۹	جبرائیلؑ	۹۸، ۹۹، ۱۰۶، ۱۰۹
۳۰	جلال الدین سیوطیؒ	۱۵۷
۳۱	جنید بغدادیؒ	۷۲
۳۲	حسنؓ	۶۳
۳۳	حذقیلؑ	۱۵۷
۳۴	خضرؑ	۳۱، ۷۱
۳۵	دارمیؒ	۳۳
۳۶	ذکوان	۱۱۳
۳۷	رازی	۳۴، ۱۶۶
۳۸	زرکشیؒ	۳۸
۳۹	زکریاؑ	۶۹، ۱۵۶
۴۰	زہری	۱۰۳
۴۱	سفیان بن عیینہ	۱۶۱
۴۲	سلیمان بن عامر	۸۴
۴۳	سہل بن سعد	۳۹، ۸۲، ۸۳
۴۴	شافعیؒ	۱۱۱

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
۴۵	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۳۷
۴۶	صدیق حسن بھوپالی	۳۰
۴۷	عائشہؓ	۲۸، ۱۳۷، ۱۶۴، ۱۶۷
۴۸	علیؓ	۹۰
۴۹	عبداللہ بن انیس الجھنی	۱۶۲
۵۰	عبداللہ بن عمرو العاصؓ	۸۷، ۹۰، ۹۶، ۱۳۴
۵۱	عبداللہ بن مسعودؓ	۱۶۰
۵۲	عبدالحق محدث دہلویؒ	۱۱۲
۵۳	عبدالرحمٰن بن عوف	۲۸
۵۴	عبدالقادر جیلانیؒ	۴۷، ۱۰۳
۵۵	عثمان بن ابی العاصؓ	۳۲
۵۶	عمرؓ	۷۰، ۷۷، ۹۳، ۹۸، ۱۱۵، ۱۶۷
۵۷	فریدالدین قادری	۱۶۳
۵۸	قاضی عیاض	۳۴
۵۹	قرطبیؒ	۳۳، ۱۰۶، ۱۶۵
۶۰	مالکؒ	۱۱۱
۶۱	مالک بن مسعودؓ	۱۴۶
۶۲	ملا علی قاریؒ	۲۳، ۳۸، ۹۵
۶۳	نوویؒ	۳۵، ۸۱، ۱۰۴
۶۴	یوشعؑ	۱۵۶

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

کتاب	مصنف/متوفی	مطبوعہ/سن طباعت
بہار شریعت	امجد علیؒ، مولانا	لاہور، مکتبہ اسلامیہ
بہجۃ الاسرار	نور الدین ابوالحسن الشطنوفیؒ	مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی
تذکرہ حضرت بہاؤالدین	نور احمد خاں فریدی	لاہور، علماء اکیڈمی
الترغیب والترھیب	حافظ عبدالعظیم المنذریؒ ۶۰۶ھ	بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۶۸م
تفسیر خازن	امام علی بن محمد خازنؒ ۷۲۵ھ	بیروت، دارالمعرفہ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازیؒ	تہران، دارالکتب العلمیہ
جامع بیان القرآن	ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ ۱۲۷۳	بیروت دار احیاء التراث العربی
جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ ۲۷۹ھ	ملتان فاروقی کتب خانہ ۱۹۸۳ء
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہؒ ۱۱۴۵ھ	کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۱
موارد الضمان	حافظ ابوبکر الھیثمیؒ، ۸۰۷ھ	بیروت، دارالکتب العلمیہ
درمختار (مترجم)	علاؤالدین محمد بن محمد حصکفی، ۱۰۸۸ھ	کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی ۱۴۰۸ھ
الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطیؒ ۹۱۱ھ	بیروت، دارالمعرفۃ
الرسالۃ القشیریہ	عبدالکریم القشیریؒ ۴۶۵ھ	بیروت، دارالجیل
روح المعانی	امام شہاب الدین آلوسیؒ ۱۲۷۰ھ	بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، ۱۹۷۶ھ
سلسلۃ احادیث الصحیحہ	ناصر الدین البانی	سعودی عرب
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینیؒ ۲۷۳ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعثؒ ۲۷۵ھ	ملتان مکتبہ امدادیہ، ۱۳۱۶ھ
سنن دارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمیؒ ۲۵۵	
سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین البیہقیؒ، ۴۵۷ھ	مکتبہ نشر السنہ ملتان
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائیؒ، ۳۰۳ھ	لاہور، فاروقی کتب خانہ
شرح نووی	محی الدین النوویؒ ۶۷۶ھ	بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۲۹م

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

کتاب	مصنف/متوفی	مطبوعہ/سن طباعت
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ، ۴۵۸ھ	بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰م
صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ، ۲۵۶ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۸۱ھ
صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیریؒ، ۲۶۱ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ
عرفان القرآن	محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر	لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء
عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینیؒ ۸۵۵ھ	بیروت، دار الفکر
فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد الشوکانی، ۱۲۵۰ھ	مصر، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۶۴م
فتاوٰی عالمگیری		لاہور، مکتبہ رحمانیہ
فضائل القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن الضریس البجلیؒ، ۲۹۴ھ	بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۷ء
فیوض القرآن	حامد حسن بلگرامی، ڈاکٹر	لاہور، فیروز سنز
القرآن	منزل من اللہ تعالیٰ	
کشف الخفاء	الشیخ اسماعیل بن محمد العجلونی، ۱۱۶۲ھ	بیروت، موسسہ للرسالہ، ۱۹۸۵ھ
لسان العرب	امام ابو الفضل جمال الدینؒ ۷۱۱ھ	بیروت، دار احیاء، ۱۳۰۰ھ
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین الہیثمی، ۸۰۷ھ	بمبئی، مبع اصح المطالع
مرقاۃ المصابیح	علی بن سلطان محمد القاریؒ ۱۰۱۴ھ	مکہ مکرمہ، مکتبہ دار الباز
مستدرک للحاکم	امام محمد عبد اللہ حاکم نیشاپوریؒ ۴۰۵ھ	بیروت، مکتبہ اسلامی ۱۳۹۸ھ
مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبلؒ ۲۴۱ھ	بیروت مکتبہ اسلامی ۱۳۹۸ھ
مشکوۃ المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ تبریزیؒ ۷۴۲ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۳۶۸ھ
مصنف ابن ابی شبہ	امام عبد اللہ بن ابی شعبۃ العبسی، ۲۳۵ھ	کراچی، ادارہ القرآن والعلوم اسلامیہ ۱۴۰۶ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، ۳۶۰ھ	ریاض، مکتبہ معارف ۱۹۸۸ء
المعجم الکبیر	// // //	عراق، موصل حطبعہ الزہراء الحدیثیہ

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com